www.KitaboSunnat.com



# مقدمہ

دعوت الی اللہ بنیادی طور پر ایک عملی پروگرام ہے جو تعلیم و تعلم، تربیت و اصلاح اور بالآخر حق و باطل کی عملی کشمکش پر مشتمل ہے۔ علماء اور صلحاءِ ملت نے دعوتِ اسلامی کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت کے لئے عمدہ کتابیں لکھیں۔ دورِ حاضر میں دعوت اسلامی ایک مرتب علم کی صورت میں سامنے آئی ہے اور مختلف اسلامی جامعات نے اسے اپنے نصابات کا حصہ بنایا ہے۔ کلیۃ الدعوۃ اور دعوۃ اکیڈمی کے نام سے کئی ادارے وجود میں آئے جو دعوت اسلامی کے علمی و عملی کام کا مربوط مطالعہ پیش کر رہے ہیں۔

دعوت کے مفاہیم، طریق کار، دعوت کے کارکن کے خصائل، دعوت کی مشکلات اور تاریخ دعوت سے متعلق معیاری کتابیں لکھی گئی ہیں۔ دعوت کے انفرادی پہلوؤں کے علاوہ اجتماعی حیثیت پر بھی علماء و مفکرین نے قلم اٹھایا ہے اور یوں دعوت اسلامی پر ایک معتدبہ لٹریچر تیار ہو گیا ہے۔

اس موضوع کا سب سے زیادہ مؤثر حصہ تاریخ دعوت کا ہے جس میں داعیانِ الی اللہ کے اسالیب و تجربات کی حیثیت روشنی کے میناروں کی طرح ہے۔ دعوت الٰی اللہ کے کارکنوں نے ہر دور میں حق و صداقت کے لئے شاندار مثالیں قائم کی ہیں جو بعد میں آنے والی نسلوں کے لئے راہنمائی کا کام دیتی ہیں۔ دعوت الی اللہ کی تاریخ طویل بھی ہے اور صبر آزما بھی۔ اس کی حیثیت ایک کہکشاں کی ہے جس میں لاتعداد ستارے چمک رہے ہیں۔ تاریخ دعوت کا نقطۂ آغاز انبیاء علیہم السلام کی شخصیات ہیں جو سورج چاند کی طرح چمک رہی ہیں۔ انبیاء علیہم السلام اس دنیا کی وہ نورانی شخصیتیں ہیں جو انسانی زندگی کا معیار ہیں۔ انہوں نے اپنے زمانے میں خیر کو عام کرنے اور شر کو مٹانے کے لئے شاندار مساعی کی ہیں۔ ان کی بنیادی حیثیت داعی الی اللہ کی ہے۔ چونکہ تمام برائیوں کی جڑ اللہ تعالیٰ کے متعلق لاعلمی و غلط فہمی اور اس سے غفلت و دوری ہے اس لئے ان حضرات کا اولین کام انسانوں کو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف بلانا تھا۔ تمام الہامی مذاہب میں بالعموم اور اسلام میں بالخصوص ان شخصیتوں کے تذکرہ کو اہمیت دی گئی ہے ان کے حالات و واقعات میں عبرت و نصیحت اور موعظت و اصلاح کے بہت سے پہلو ہیں۔ جنہیں اہلِ فکر و نظر اور اربابِ عمل و اخلاق پیشِ نظر رکھ سکتے ہیں۔ حضرات انبیاء علیہم السلام کی سیرتیں دعوت الٰی اللہ کے لئے ہمیشہ اسوہ حسنہ رہیں گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## انبیاء علیہم السلام کی حیثیت

انبیاء علیہم السلام زندگی کے تمام پہلوؤں کی طرح دعوت میں بھی اسوہ وقدوہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔قرآن نے مختلف انبیاء کا تذکرہ کرتے ہوئے انہیں واجب الاتباع قرار دیا۔ارشاد باری ہے:

اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ ھَدَی اللّٰہُ فَبِھُدٰھُمُ اقْتَدِہْ (۱)

یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی تھی سو تم انہی کی ہدایت کی پیروی کرو۔

اسی طرح ابراہیم کا ذکر کرتے ہوئے حضور اکرمؐ کو حکم دیا کہ آپ دینِ ابراہیمؑ کی پیروی کریں!

ثُمَّ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّۃَ اِبْرٰھِیْمَ حَنِیْفًا وَّمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ (۲)

پھر ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی کہ دینِ ابراہیم کی پیروی اختیار کرو جو یکسو تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے۔

عام مسلمانوں کو بتایا گیا کہ ابراہیمؑ اور ان کے رفقاء اور محمد کریم ﷺ ایمان کے لئے اسوہ حسنہ ہیں۔لہٰذا تم کو اپنی زندگیاں انہی نمونوں کے مطابق ڈھالنی چاہئیں۔

ارشاد خداوندی ہے:

قَدْ کَانَتْ لَکُمْ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ فِیْٓ اِبْرٰھِیْمَ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِھِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْکُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ (۳)

تم لوگوں کے لئے ابراہیمؑ اور اس کے ساتھیوں میں ایک اچھا نمونہ ہے کہ انہوں نے اپنی قوم سے صاف کہہ دیا کہ ہم تم سے اور تمہارے ان معبودوں سے جن کو تم خدا کو چھوڑ کر پوجتے ہو قطعی بیزار ہیں۔

خاتم الانبیاء والمرسلین محمد ﷺ کے اسوہ حسنہ کو فرض قرار دیتے ہوئے فرمایا:

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا (۴)

درحقیقت تم لوگوں کے لئے اللہ کے رسول میں ایک بہترین نمونہ ہے ہر اس شخص کے لئے جو اللہ اور یومِ آخرت کا امیدوار ہو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرے۔

انبیاءؑ کو اسوہ اس لئے قرار دیا گیا کہ ان کی شخصیتیں مکمل ہوتی ہیں۔ان میں کوئی جھول نہیں ہوتا کوئی پہلو کمزور نہیں ہوتا وہ ہمہ پہلو قائدین ہوتے ہیں۔غیر انبیاء کی شخصیتوں میں اگر کوئی پہلو اُبھرا ہوا ہے تو دوسرا کمزور ہے۔ کتنے ہی ایسے سیاسی اور عسکری قائدین ہیں جو عملی اعتبار سے کمزور ہیں اور کتنے ہی علماء و مصلحین ہیں جو قوت، حجت اور غزارت علم کے اعتبار سے بہترین نمونے ہیں لیکن، کثرت نشاط وتحریک اور مادی معاملات کی تنظیم میں ناقص ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۔اس کے برعکس تمام انبیاء بالعموم اور خاتم النبیین ﷺ بالخصوص ہر مسئلہ انسانیت کے لئے راہنمائی کا نمونہ ہیں۔

## واجب الاتباع

قرآن نے انہیں واجب الاتباع قرار دیا ہے۔ارشاد خداوندی ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ. (۵)

اور ہم نے جو رسول بھی بھیجا اس لئے بھیجا ہے کہ اذن خداوندی کی بنا پر اس کی اطاعت کی جائے۔

اور حضور اکرم ﷺ کے بارے میں فرمایا:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (۶)

اے محمدؐ تمہارے رب کی قسم یہ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے باہمی اختلافات میں یہ تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں۔پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو اس پر اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہ محسوس کریں بلکہ سر تسلیم خم کر دیں۔

## معصوم عن الخطاء

انبیاءؑ کو اسوہ وقدوہ قرار دیا اور ان کے اتباع کو لازم قرار دیا کیونکہ یہ حضرات اللہ تعالیٰ کی نگرانی، اس کی ہدایت اور تربیت کی وجہ سے شرک وضلالت، کج روی ونفس پرستی اور فسق ومعصیت سے محفوظ تھے۔ان میں سے کوئی بھی گناہِ کبیرہ کا مرتکب نہیں ہوا بلکہ ان سے کبھی ایسے امر کا بھی صدور نہیں ہوا جو مروت وشائستگی کے منافی ہو۔یہ حضرات اپنے معاشرے کے نفیس ترین لوگ تھے۔اخلاقی صفات کے لحاظ سے بھی اور حسب ونسب کے لحاظ سے بھی اشرف ترین تھے۔اللہ نے انہیں منتخب کیا اور پھر ان کی حفاظت فرمائی۔

انبیاء علیہم السلام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ (۷)

وہ سب نیک لوگوں میں سے تھے۔

وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي (۸)

میں نے تم کو اپنے کاموں کے لئے بنالیا ہے۔

حضور اکرمؐ کی رسالت پر جب اعتراض کئے گئے تو مشرکین نے کہا کہ ہم اس وقت تک نہیں مانیں گے جب تک ہمیں بھی وہ تجربہ نہ ہو جس کا دعویٰ محمدؐ بطور رسول کرتے ہیں۔تو قرآن نے کہا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَه‘ (۹)

اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ پیغامبری کا کام کس سے لے اور کس طرح لے

چونکہ انبیاء اللہ کے منتخب کردہ لوگ ہوتے ہیں اس لئے وہ اس کی مرضی کے بغیر لب کشا نہیں ہوتے۔حضور اکرمؐ کے بارے میں ارشاد ہے:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰىo اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى (۱۰)

وہ اپنی خواہش نفس سے نہیں بولتے یہ تو ایک وحی ہے جو ان پر نازل کی جاتی ہے۔

انبیاء اللہ تعالیٰ کے زیر نگراں ہونے کی وجہ سے کوئی ایسا اقدام نہیں کرتے جو انسانیت کے لئے نقصان دہ ہو۔ انبیاء علیہم السلام کی یہی حیثیت ہے جس کی بناء پر یہ حضرات دعوت الیٰ اللہ کے میدان بھی اسوہ وقدوہ ہیں۔تاریخ دعوت میں ان کی حیثیت اولین معیار کی ہے۔لہٰذا دعوت الیٰ اللہ کا کوئی کام جو ان کے منہاج سے متصادم ہے قابل قبول نہیں ہوگا اور اسے دعوت اسلامی نہیں کہا جائے گا۔

## انبیاء کے خصائص

انبیاء علیہم السلام نے ایک خاص طریق سے کام لیا اور مخصوص اصولوں کا پرچار کیا۔چونکہ یہ کام ہدایت ربانی کی روشنی میں کیا گیا اس لئے یہی اصول دعوت کی بنیاد ہیں اور یہی طریق معیاری ہے۔یوں تو اصول دعوت اور طریق دعوت کے اختصاصات کا ذکر ہر نبی کی سیرت میں ہوگا لیکن یہاں مشترک نکات کو پیش نظر رکھنا مفید ہوگا۔

## اصولی دعوت

پیغمبرانہ دعوت کی عمومی نوعیت یہ ہے کہ یہ اصولی ونظریاتی دعوت ہے۔اس کا تعلق شخصی،علاقائی،قومی،قبائلی، نسلی،لسانی یا گروہی مفادات سے نہیں۔پیغمبر کا کام لوگوں کو توحید الٰہی کی طرف بلانا اور تقوی کی راہ پر چلانا ہے۔ان کے اندر مکارم اخلاق پیدا کرنا اور انہیں ہر قسم کی برائیوں سے پاک کرنا ہے۔انبیاءؑ اپنی اپنی قوم کے اشرار کو یہی سمجھاتے رہے کہ اللہ کے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤ اور نیکی کی روش اختیار کرو۔فرعون نے جو،خدائی کا دعویدار تھا اور اپنی قوم کو ذلیل کر کے انہیں اپنی غلامی پر آمادہ کر چکا تھا،اللہ کے پیغمبر موسیٰؑ کی دعوت کو ٹھکرا دیا تھا بالآخر انہیں قتل کرنے کے درپے تھا ایسے میں اس کی اپنی قوم کے ایک فرد نے،جو ایمان لا چکا تھا اسے اور اس کے اعیان سلطنت کو موسیٰؑ کی دعوت کی حقیقت سمجھانے کی کوشش کی تھی۔قرآن نے اس کا جو بیان نقل کیا ہے وہ پیغمبرانہ دعوت کی اصولی نوعیت کی شاندار توضیح ہے۔مومن آل فرعون نے اپنے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

وَ يٰقَوْمِ مَالِيْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَ تَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ o تَدْعُوْنَنِيْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ بِهٖ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ o لَاجَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَى اللّٰهِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ (۱۱)

اے قوم آخر یہ کیا ماجرا ہے کہ میں تم لوگوں کو نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم لوگ مجھے آگ کی طرف دعوت دیتے ہو! تم مجھے اس بات کی دعوت دیتے ہو کہ میں اللہ سے کفر کروں اور اس کے ساتھ ان ہستیوں کو شریک ٹھہراؤں جنہیں میں نہیں جانتا حالانکہ میں تمہیں اس زبردست مغفرت کرنے والے خدا کی طرف بلا رہا ہوں۔نہیں، حق یہ ہے کہ اور اس کے خلاف نہیں ہوسکتا کہ جن کی طرف تم مجھے بُلا رہے ہو ان کے لئے نہ دنیا میں کوئی دعوت ہے اور نہ آخرت میں اور ہم سب کو پلٹنا اللہ ہی کی طرف ہے۔اور حد سے گذرنے والے آگ میں جانے والے ہیں۔

جاہل قیادتیں چونکہ شخصی، گروہی، نسلی، لسانی اور جغرافیائی بنیاد پر اٹھتی ہیں اس لئے وہ لوگ پیغمبرانہ دعوت کو بھی انہی پیمانوں سے ناپنے کی کوشش کرتے ہیں جبکہ انبیاءؑ کی طرف سے ہمیشہ اصرار رہا کہ ان کی دعوت اللہ کی بندگی اختیار کرنے کی طرف ہے اور اس میں کوئی دنیاوی مفاد نہیں ہے۔انبیاء نے بار بار اپنی بے لوثی اور بے غرضی کا نہ صرف اظہار کیا بلکہ اس کا عملی نمونہ بھی پیش کیا۔بے لوثی کے متعلق ان کے بیانات آگے آرہے ہیں۔

اس اصولی دعوت کی تین بنیادی خصوصیات ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

## دعوت الی اللہ

انبیاء کی دعوت کی پہلی خصوصیت یہ ہے کہ یہ صحیح معنوں میں دعوت الی اللہ ہے۔ہر نبی نے شرح صدر کے ساتھ لوگوں کو رب تعالی کی بندگی کی طرف بلایا ہے اور انہیں شرک سے روکا ہے۔یہ انسان کو مافوق الفطرت قوت کے ساتھ مرتبط کرتی ہے۔تمام انبیاء کی دعوت کے مشترکہ نکتہ کو قرآن نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ (۱۲)

اے برادران قوم! اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں۔

انبیاء کی بعثت کا مقصد بیان کرتے ہوئے قرآن نے غیر مبہم انداز میں کہا:

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ (۱۳)

ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیج دیا۔اور اس کے ذریعے سب کو خبردار کر دیا کہ اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے بچو۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ (۱۴)

ہم نے تم سے پہلے جو رسول بھی بھیجا ہے اس کو یہی وحی کی ہے کہ میرے سوا کوئی خدا نہیں پس تم لوگ میری ہی بندگی کرو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہر وہ دعوت جس کا مرکزی نقطہ بندگی رب نہیں ہے وہ یقیناً پیغمبرانہ منہاج دعوت سے ہٹی ہوئی ہے۔قرآن نے حضور اکرمؐ کی زبان سے کہلوایا ہے:

قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَاللّٰهَ وَلَآ اُشْرِکَ بِهٖ. اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ (۱۵)

آپ کہہ دیں کہ مجھ کو یہی حکم ہوا ہے کہ میں اللہ ہی کی عبادت کروں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤں میں اسی کی طرف بلاتا ہوں اور اسی کی طرف مجھے لوٹنا ہے۔

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ. عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ. وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (۱۶)

آپ ان سے صاف کہہ دیں میرا رستہ تو یہ ہے میں خدا کی طرف بلاتا ہوں اور میرے پیرو بھی اور اللہ پاک ہے اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں۔

پیغمبرانہ منہاج دعوت میں توحید الوہیت کا اثبات اور شرک سے اجتناب کی حیثیت بنیادی پتھر کی ہے۔کوئی دعوت بھی اس کے بغیر بے بنیاد اور بے نتیجہ ہوگی۔دعوت الی اللہ دراصل اسباب کی غلامی سے نجات کا پیغام ہے جس سے انسانی شخصیت کو بے پناہ استحکام ملتا ہے۔

## اطاعتِ رسول

پیغمبرانہ دعوت کی دوسری خصوصیت اطاعتِ رسول ہے۔رسول کی ذات انسانی زندگی کی تنظیم کا مرکزی نقطہ ہے۔پیغمبر کی ذات وہ مرئی وجود ہے جس سے فرد جماعت کی پوری زندگی منظم ہوتی ہے۔ہم اس سے پہلے اطاعت رسول اور اسوۂ رسول کے حوالے سے وہ آیات نقل کر چکے ہیں جو واضح کرتی ہیں کہ اطاعت رسول کتنی اہمیت رکھتی ہے۔انبیاء کی دعوت کے سلسلے میں قرآن نے جو کچھ بیان کیا ہے اس میں یہ جملہ بار بار دہرایا گیا ہے:

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ (۱۷)

لہٰذا تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو

ہر نبی اپنے دور میں دعوت الی اللہ کے کام میں خود معیار ہوتا تھا لہٰذا اس کی قیادت وسیادت از خود مسلّم ہوتی تھی اس کے بغیر دعوت کا کام مکمل نہیں ہوتا تھا۔آنحضرتؐ چونکہ آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کسی اور نبی کو نہیں آنا اس لئے آپ ہی کی ذات قیامت تک کے انس وجن کے لئے معیار کی حیثیت رکھتی ہے۔حضور اکرمؐ کی بعثت کے بعد سے قیامت تک کا دور دراصل محمدی دور ہے اس عرصہ میں آپ کے حوالے کے بغیر کوئی دعوت معتبر نہیں ہو سکتی۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلق عظیم کے مرتبہ پر فائز کیا اور اسوہ حسنہ کا خطاب دیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## اخروی زندگی کی فلاح

انبیاء کی دعوت کی تیسری خصوصیت اخروی زندگی کی فلاح ہے۔ بالعموم انسانی سرگرمیوں کا رخ دینوی زندگی کے فضائل کے حصول کی طرف ہوتا ہے۔ایک عام انسان سے لے کر بڑے بڑے دنیوی رہنماؤں تک کی ساری تگ و دوفوائد دنیا کے حصول کے لئے ہوتی ہے۔دولت وثروت،عزت وجاہ،شان وشوکت اور اختیار واقتدار وہ مقاصد ہیں جس کے لئے انسان ہمیشہ سرگرم عمل رہا ہے۔یہی اس دنیا کی رونق ہے اور اسی کی وجہ سے یہاں فساد و خونریزی اور ظلم واستحصال ہے۔انبیاء علیہم السلام کی دعوت کی اہم اساس دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کی دوامی زندگی کا اثبات ہے۔تمام انبیاء کی دعوت میں توحید کے ساتھ آخرت کا لازمی ذکر ہے۔کسی نبی کی دعوت آخرت کے ذکر سے خالی نہیں۔ یہاں آخرت کی تفصیلات اور عقیدہ کے دلائل مہیا کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ صرف یہ دکھانا ہے کہ تمام انبیاء نے اپنی دعوت میں اسے اہمیت دی۔ چند ایک مثالوں سے ہماری بات واضح ہو جائے گی۔مثلاً نوح علیہ السلام فرماتے ہیں:

> اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِيْعُوْنِ o يَغْفِرْلَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى. اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَآءَ لَا يُؤَخَّرُ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (۱۸)
>
> اللہ کی بندگی کرو،اس سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اللہ تمہارے گناہوں سے درگذر فرمائے گا اور تمہیں ایک وقت مقرر تک باقی رکھے گا حقیقت یہ ہے کہ اللہ کا مقرر کیا ہوا وقت جب آ جاتا ہے تو پھر ٹالا نہیں جاتا کاش تمہیں اس کا علم ہو۔

ھودؑ کے مخالفین کا ذکر کرتے ہوئے قرآن ان کے انکار آخرت اور دینوی زندگی ہی کی خوشیوں کا تصور بیان کرتا ہے۔ارشاد ہوتا ہے:

> وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مَا هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ o وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ o اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ o هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ o اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ (۱۹)
>
> اس کی قوم کے جن سرداروں نے ماننے سے انکار کیا اور آخرت کی پیشی کو جھٹلایا جن کو ہم نے دنیا کی زندگی میں آسودہ کر رکھا تھا وہ کہنے لگے یہ شخص کچھ نہیں ہے مگر ایک بشر تم ہی جیسا ...... یہ تمہیں اطلاع دیتا ہے کہ جب تم مر کر مٹی ہو جاؤ گے اور ہڈیوں کا پنجر بن کر رہ جاؤ گے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس وقت تم (قبروں سے) نکالے جاؤ گے۔ بعید بالکل بعید ہے یہ وعدہ جو تم سے کیا جارہا ہے زندگی کچھ نہیں مگر بس یہی دنیا کی زندگی یہیں ہم کو مرنا جینا ہے اور ہم ہرگز اٹھائے جانے والے نہیں۔

موسیٰ کو جب نبوت عطا کی اور توحید اور نماز کا حکم دیا تو اس کے ساتھ قیامت کا ذکر بھی کیا۔ فرمایا:

إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ أَكَادُ أُخْفِيهَا لِتُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعَىٰ ٥ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَتَرْدَىٰ (۲۰)

قیامت کی گھڑی ضرور آنے والی ہے میں اس کا وقت مخفی رکھنا چاہتا ہوں تا کہ ہر متنفس اپنی سعی کے مطابق بدلہ پائے۔ پس کوئی ایسا شخص جو اس پر ایمان نہیں لاتا اور اپنی خواہش نفس کا بندہ بن گیا ہے تجھ کو اس گھڑی کی فکر سے نہ روک دے ورنہ تو ہلاکت میں پڑ جائے گا۔

حضور اکرمؐ کے ذریعہ آخرت کی زندگی کی تفصیلی تصویر پیش کی اور اس کی حقیقت کو مبرہن کر کے پیش کیا۔ ارشاد باری ہے:

وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُمْ بِاللَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيهِ لِيُقْضَىٰ أَجَلٌ مُسَمًّى ثُمَّ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ (۲۱)

وہی ہے جو رات کو تمہاری روحیں قبض کرتا ہے اور دن کو جو کچھ تم کرتے ہو اسے جانتا ہے، پھر دوسرے روز تمہیں اسی کاروبار عالم میں واپس بھیج دیتا ہے تا کہ زندگی کی مقررہ مدت پوری ہو۔ آخر کار اسی کی طرف تمہاری واپسی ہے پھر وہ تمہیں بتا دے گا کہ تم کیا کرتے رہے ہو۔

مزید فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ مَتَاعَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ (۲۲)

لوگو تمہاری یہ بغاوت تمہارے ہی خلاف پڑ رہی ہے۔ دنیا کی زندگی کے چند روزہ مزے ہیں لوٹ لو پھر ہماری طرف تمہیں پلٹ کر آنا ہے اس وقت ہم تمہیں بتا دیں گے کہ تم کیا کچھ کرتے رہے ہو۔

قرآن کی آیات کے علاوہ آنحضورؐ کی بکثرت احادیث ہیں جن میں آخرت کی حقیقت اور اس کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ اس کا دوسرا پہلو دنیا کی بے ثباتی کا ثبوت ہے۔ قرآن وحدیث کی بے شمار نصوص میں اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے۔ کتب حدیث کے ابواب الزہد دنیا کی بے ثباتی کے بارے میں پیغمبرانہ رویے کے اظہار سے بھرے پڑے ہیں یہاں صرف ایک آیت کا ذکر کرنا کافی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ م لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ (۲۳)

اور یہ دنیا کی زندگی کچھ نہیں ہے مگر ایک کھیل اور دل کا بہلاوا۔ اصلی زندگی کا گھر تو دار آخرت ہے کاش یہ لوگ جانتے۔

## بے لوثی و بے غرضی

پیغمبرانہ دعوت کی چوتھی خصوصیت بے لوثی و بے غرضی ہے۔ قرآن مجید نے انبیاء کی دعوت کے سلسلے میں ان کی بے غرض ثابت کرنے کے لئے مندرجہ ذیل بیان بار بار دہرایا ہے:

وَمَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ. اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (۲۴)

میں اس کام پر تم سے کسی اجر کا طالب نہیں۔ میرا اجر تو رب العالمین کے ذمہ ہے۔

اسی بات کو تھوڑے سے فرق کے ساتھ اور مقامات پر بیان کیا ہے:

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا. اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ (۲۵)

میں (اس دعوت و تبلیغ کے) کام پر تم سے کسی اجر کا طالب نہیں ہوں۔

یہ تو ایک عام نصیحت ہے۔ تمام دنیا والوں کے لئے

وَ يٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا. اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ (۲۶)

اے برادران قوم! میں اس کام پر تم سے کوئی مال نہیں مانگتا میرا اجر تو اللہ کے ذمہ ہے۔

يٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى الَّذِيْ فَطَرَنِيْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (۲۷)

اے برادران قوم! اس کام پر میں --- تم سے کوئی اجر نہیں چاہتا، میرا اجر تو اس کے ذمہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا۔ کیا تم عقل سے ذرا کام نہیں لیتے؟

قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ (۲۸)

اے نبیؐ ان سے کہہ دو کہ میں اس تبلیغ پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا اور نہ میں بناوٹی لوگوں میں سے ہوں۔

انبیاء علیہم السلام کے سامنے دنیوی فائدے نہیں ہوتے اور نہ ہی ان کی جدوجہد دنیوی سیادت و قیادت کے لئے ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ وہ دکھ اٹھاتے، تکلیفیں سہتے اور مشکلات برداشت کرتے ہیں لیکن کسی دنیوی فائدے کے لئے حق پر مفاہمت کے لئے آمادہ نہیں ہوتے۔

پیغمبرانہ منہاج دعوت جس طرح فکری اعتبار سے منفرد ہے اسی طرح عملی اظہار کے لحاظ سے بھی خصوصی نوعیت کا حامل ہے۔ یہ منہاج ہر لحاظ سے پاکیزہ اور صاف ستھرا ہے۔ اس میں منفی ہتھکنڈوں، زیرزمین سرگرمیوں اور ناجائز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ذرائع کے استعمال کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ یہ ایک علانیہ دعوت ہے جس کے مقاصد اور اہداف واضح اور جس کا طریق کار نکھرا ستھرا ہے۔ ہر نبی نے اپنے وقت کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے وہ تمام طریقے استعمال کئے جن سے دعوت الی اللہ کے کامل ابلاغ میں مدد مل سکتی تھی۔ ان میں تقریر، تحریر، اجتماعی خطاب، انفرادی ملاقات، اعتراضات کے جوابات، مباحثہ اور معجزات کا اظہار وغیرہ شامل ہیں۔ معجزہ تو خصوصی طور پر انبیاء سے مختص ہے لہذا اس کے علاوہ جتنے طریقے ہیں انہیں ہر دور کے تقاضوں کے مطابق اختیار کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً پریس کی ایجاد نے تحریر کو جو وسعت اور قوت دی اسے کتابوں، رسالوں، اخباروں اور اشتہاروں کی صورت میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح الیکٹرانک میڈیا ایک زوردار طریق ابلاغ ہے جسے شیطانی قوتیں اپنے مذموم مقاصد کے لئے استعمال کر رہی ہیں۔ اگر اسے دعوت الی اللہ کے لئے استعمال کیا جائے تو یہ پیغمبرانہ منہاج کے دائرے ہی میں ہوگا، بشرطیکہ پیغمبرانہ اخلاص واوصاف کو سامنے رکھا جائے۔

اسی طرح خدمت خلق کے مختلف اسباب جن میں صحت کے ادارے، یتیموں کی کفالت کے ادارے، تعلیمی ادارے اور غربت وافلاس کے مارے ہوئے انسانوں کی دستگیری کے منصوبے اور محروم الوسائل لوگوں کے لئے قانونی اعانت کی صورتیں وغیرہ وہ ذرائع کام میں لاکر انسانوں کو ان کے خالق کے ساتھ جوڑا جا سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر بے لوث خدمت ہوگی تو اس کے اخلاقی اثرات کا مرتب ہونا یقینی ہے۔

انبیاء علیہم السلام نے اپنے زمانے میں ربانی حکمت کے مطابق دعوت الی اللہ کے لئے ضروری اقدامات کئے اور ان کے منہاج کی واضح مثالیں ان حضراتؑ کے ذکر میں موجود ہیں۔ یہاں ہم صرف تین خصوصیتوں کا ذکر کریں گے جو پیغمبرانہ منہاج دعوت میں مشترک حیثیت کی حامل ہیں:

## دعوت کی زبان

پیغمبرانہ منہاج دعوت کی اولین خصوصیت زبان کی لطافت اور فصاحت ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام کی زبان اور ان کا اسلوب بیان انفرادیت کا نمونہ ہوتا ہے۔ اس طرز کلام میں پیغمبر کی شخصیت صاف جھلکتی دکھائی دیتی ہے اس میں نرم روی، مخاطب کی ذہنی سطح اور نفسیات کے مطابق الفاظ کا انتخاب شامل ہے۔ ہر نبی اپنے دور کا سب سے بڑا فصیح وبلیغ انسان ہوتا ہے۔ حضرت شعیبؑ کے بارے میں مفسرین نے " خطیب الانبیاء " کا لقب استعمال کیا ہے۔ مولانا سیوہاروی کے بقول شعیبؑ بڑے فصیح وبلیغ مقرر تھے۔ شیریں کلامی، حسن خطابت، طرز بیان اور طلاقت لسانی میں بہت نمایاں مقام رکھتے تھے۔ (۲۹)

داؤدؑ کے بارے میں قرآن پاک نے بیان کیا۔

وَآتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ (۳۰)

ہم نے انہیں حکمت اور فیصلہ کن خطاب سے نوازا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



موسیٰ کو اظہار بیان کے لئے مشکلات کا احساس تھا تو انہوں نے نبوت ملتے ہی خدا کے حضور طلاقت لسانی کی درخواست پیش کر دی۔ قرآن کے مطابق انہوں نے دعا کی:

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِی صَدْرِی وَيَسِّرْ لِی أَمْرِی وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِی يَفْقَهُوا قَوْلِی (۳۱)

پروردگار میرا سینہ کھول دے میرا کام میرے لئے آسان کر دے میری زبان کی گرہ کھول دے میری بات لوگوں کے دلوں میں اُتر جائے۔

اس دُعا کی تاثیر تھی کہ حضرت موسیٰ بے تکان بات کرتے اور دعوت الی اللہ کے بیان میں فصاحت و بلاغت کا اعلیٰ معیار پیش کرتے۔ دعا کی تاثیر کا یقین ہونے کے باوجود بارگاہ ایزدی میں اپنے بھائی کی معاونت منظور کراتے ہیں اور اس درخواست میں اپنے بھائی کی فصاحت کا خصوصی ذکر کرتے ہیں:

وَأَخِی هَارُونُ هُوَ أَفْصَحُ مِنِّی لِسَانًا فَأَرْسِلْهُ مَعِیَ رِدْءًا يُصَدِّقُنِی إِنِّی أَخَافُ أَن يُكَذِّبُونِ (۳۲)

میرا بھائی ہارون مجھ سے زیادہ فصیح ہے اسے میرا مددگار بنا کر بھیج دو تا کہ میری تصدیق کرے مجھے ڈر ہے کہ لوگ مجھے جھٹلائیں گے۔

حضور اکرم ﷺ نے اپنے بارے میں فرمایا:

انا فصح العرب (۳۳)

میں عرب کا سب سے زیادہ فصیح انسان ہوں

واعطیت جوامع الکلم (۳۴)

مجھے جامع کلمات عطا کئے گئے ہیں

انبیاء کی زبان اپنے عہد کی معیاری اور پاکیزہ زبان ہوتی ہے ان کے ہاں کسی قسم کا ابتذال نہیں ہوتا اور ان کے اسلوب میں وقار کے منافی کوئی جملہ نہیں ہوتا لیکن ان کی فصاحت و بلاغت کے علاوہ زبان کے بارے میں ایک اور پہلو بھی اہم ہے اور وہ ہے داعی اور مخاطب کی زبان کی ہم آہنگی، دعوت کا اصل مقصود پیغام کا ابلاغ ہے اگر ابلاغ نہ ہو تو ساری کاوش بیکار ہے۔ کامل ابلاغ کے لئے ضروری ہے کہ داعی کو مخاطبین کی زبان، اس کے محاورہ اور اس کی تسبیق کے بارے میں مکمل علم ہو۔ وہ جب خطاب کرے تو اسے اس زبان میں اظہار پر کوئی دقت پیش نہ آئے یہی وجہ ہے کہ تمام انبیاء اپنی قوم ہی کی طرف مبعوث ہوئے۔ وہ قوم کی زبان بولتے اور ان کی معیشت و معاشرت سے پوری طرح واقف ہوتے۔ قرآن نے اس حقیقت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ فَيُضِلُّ اللَّهُ مَن يَشَاءُ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (۳۵)

ہم نے ہر رسول اس کی قوم کی زبان میں بھیجا ہے تاکہ صاف صاف بیان کر دے۔

تاریخ انبیاء شاہد ہے کہ ان حضرات نے اپنے بیان کی قوت اور زبان کی سلاست سے اپنے مخاطبین کو مسحور کیا۔ کسی نبی کے مخاطبین نے اس کی زبان اور اس کے بیان پر اعتراض نہیں کیا بلکہ زبان کی فصاحت اور بیان کی وجہ سے انہیں جادوگر اور شاعر کہا۔ قرآن مجید نے مشرکین مکہ کے اعتراض کو رد کرتے ہوئے کہا ہمارا پیغمبر شاعر نہیں ہے۔ شاعر کی زبان اور پیغمبر کی زبان میں فرق ہے۔ قرآن کے الفاظ ہیں:

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِيْ لَهٗ (۳۶)

ہم نے ان کو شعر گوئی نہیں سکھائی اور نہ وہ ان کے شایان ہے۔

نبی کے سامنے ایک مقصد ہوتا ہے اور اس کی ساری سرگرمیاں اسی مقصد کے گرد گھومتی ہیں اس کی زبان کا اسلوب، اس کے انداز بیان، اس کے دلائل اور اس کی ساری سرگرمیاں اسی مقصد کے گرد گھومتی ہیں اس کی زبان کا اسلوب، اس کا انداز بیان، اس کے دلائل، اس کی تمثیلات سب اسی مقصد کی تفہیم کے لئے وقف ہوتے ہیں۔ چونکہ شاعر اپنی خواہشات واحساسات کا تابع ہوتا ہے اس لئے اس کے بیان کا حسن اور زبان کی ندرت کسی بھی مقصد کے لئے استعمال ہو سکتے ہیں۔ شعراء کے متعلق قرآن کریم کا تبصرہ مندرجہ ذیل آیت میں ملاحظہ کریں:

وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَالَا يَفْعَلُوْنَ (۳۷)

اور شاعروں کی پیروی گمراہ لوگ کیا کرتے ہیں کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر وادی میں سر مارتے پھرتے ہیں اور کہتے وہ ہیں جو کرتے نہیں۔

انبیاء کی زبان بلاشبہ ان کی قوم اور ان کے مخاطبین کی زبان ہوتی ہے لیکن وہ رطب ویابس سے محفوظ اور اپنی نوعیت کی منفرد زبان ہوتی ہے۔ الفاظ وتراکیب وہی ہوتے ہیں لیکن اس کا نظم انبیاء کے شایان شان ہوتا ہے ان کے لہجے کی مٹھاس اور الفاظ کا دروبست ایسا ہوتا ہے جس کا استعمال صرف انہی کے بس میں ہوتا ہے۔ وہ مخالفین کے استہزاء اور معاندین کی رکیک زبان کا جواب اس انداز میں دیتے ہیں کہ اسے پیغمبرانہ اسلوب کے سوا اور کوئی نام نہیں دیا جا سکتا۔ نوحؑ نوحؑ سے لے کر محمد رسول اللہ تک ہر نبی کو گھٹیا اور بازاری زبان کا سامنا کرنا پڑا لیکن ان میں سے کوئی بھی اپنے مقام رفیع سے نیچے نہیں اترا اور کوئی ایسا لفظ یا محاورہ نہیں استعمال کیا جو پیغمبرانہ شان سے فروتر ہو یہی دعوت الی اللہ کا تقاضا ہے۔ ایک داعی کو اپنے مخاطبین کی زبان کا ایسا ادراک ضروری ہے جس سے وہ ان کے دلوں پر دستک دے سکے اور جب ان سے مخاطب ہو تو وہ کسی قسم کی اجنبیت نہ محسوس کریں۔ اس کے ساتھ اس کی زبان میں کوئی ایسا اشارہ نہ ہو جسے وہ اس کی شخصیت کے خلاف استعمال کر سکیں۔ قادر الکلامی، پاکیزہ انداز اظہار،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



شستہ وشائستہ زبان، دعوت الی اللہ کے لئے بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔پیغمبرانہ منہاج دعوت میں اسے اولین اہمیت حاصل ہے۔

## مضبوط استدلال

پیغمبرانہ منہاج دعوت کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ وہ ایک مضبوط استدلال پر مبنی ہے۔انبیاء نے اپنے مخاطبین کو غوروفکر کی دعوت اور تفکر وتدبر کی راہ پر ڈالا۔ جہاں عقلی دلائل کی ضرورت پڑی وہاں عقلی دلائل مہیا کئے جہاں مشاہداتی براہین کو ضروری سمجھا وہاں انہیں پیش کیا اور جب معجزہ دکھانا ناگزیر ہوگیا تو معجزہ کے ذریعہ حق کو مبرہن کیا۔انبیاء کی دعوت بے دلیل اور ان کا پیغام عقل کے خلاف نہیں ہوتا تھا۔دعوت کے تینوں بنیادی اصولوں ۔توحید، آخرت اور رسالت پر دلائل کا وسیع سلسلہ موجود ہے۔نوحؑ سے لے کر محمد رسول اللہ ﷺ تک ہر نبی کے ذکر میں پُرشکوہ دلائل موجود ہیں۔تفصیلات تو ہر نبی کے ذکر میں موجود ہیں لیکن یہاں نمونہ کے طور پر چند ایک درج کی جاتی ہیں۔انہیں بیان کرنے سے پہلے قرآن کا بیان ملاحظہ کریں جس میں دلیل کی قوت کو بیان کیا گیا ہے۔ارشاد خداوندی ہے:

> لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ ۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ ۢ بَيِّنَةٍ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (۳۸)
>
> تاکہ جو ہلاک ہو وہ دلیل سے ہلاک ہو اور جو جیتا رہے وہ دلیل سے جئے اور اللہ ہے سننے والا اور جاننے والا۔

قرآن میں عقلی ومشاہداتی دلائل کا ایک شاندار سلسلہ ہے مثلاً مخاطب کو دعوت دیتے ہوئے کہا:

> قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ (۳۹)
>
> اے پیغمبر آپ فرمادیں کہ تمہارے پاس کوئی یقینی علم ہے کہ اس کو تم ہمارے لئے ظاہر کرو تم تو گمان ہی کے پیچھے چلتے ہو اور تم تو اٹکل ہی کرتے ہو۔آپ فرمادیں کہ اللہ ہی کی ہے پہنچی ہوئی دلیل۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

> وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ (۴۰)
>
> اور آسمانوں اور زمین میں (خدا کی توحید کی) کتنی نشانیاں (دلیلیں) ہیں جن سے وہ گذر جاتے ہیں اور ان پر غور نہیں کرتے۔

نیز یہ کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وَفِي الْاَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ. اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ (۴۱)

اور زمین میں نشانیاں ہیں یقین کرنے والوں کے لئے اور خود تمہارے اندر نشانیاں ہیں تم دیکھتے نہیں؟

انبیاء کے مضبوط استدلال کی ایک مثال نوحؑ کا بیان ہے جسے قرآن نے ان الفاظ میں نقل کیا ہے:

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ. اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا o يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا o وَّ يُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا o مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا o وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا o اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا o وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا o وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا o ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا o وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا o لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا (۴۲)

میں نے کہا اپنے رب سے معافی مانگو، بے شک وہ بڑا معاف کرنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان سے خوب بارشیں برسائے گا تمہیں مال اور اولاد سے نوازے گا، تمہارے لئے باغ پیدا کرے گا اور تمہارے لئے نہریں جاری کر دے گا تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ اللہ کے لئے تم کسی وقار کی توقع نہیں رکھتے۔ حالانکہ اس نے طرح طرح سے تمہیں بنایا ہے۔ کیا دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ نے کس طرح سات آسمان تہہ برتہہ بنائے اور ان میں چاند کو نور اور سورج کو چراغ بنایا؟ اور اللہ نے تم کو زمین سے عجیب طرح اُگایا پھر وہ تمہیں اسی زمین میں واپس لے جائے گا اور اس سے یکا یک تم کو نکال کھڑا کر دے گا۔ اور اللہ نے زمین کو تمہارے لئے فرش کی طرح بچھا دیا تا کہ تم اس کے اندر کھلے راستوں میں چلو۔

قرآن نے ان مباحثوں کو بھی نقل کیا جو انبیاء کو مختلف معاندین سے کرنا پڑے۔ اور موسیٰؑ کے مباحثے خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ غیر اللہ سے مانگنے کے سلسلے میں قرآن کا استدلال ملاحظہ کریں او اندازہ کریں کہ پیغمبرانہ استدلال کی ربانی آواز کس درجہ موثر ہے۔ فرمایا:

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ. وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ. وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ (۴۳)

حقیقی پکارنا تو صرف اس کو پکارنا ہے رہے وہ جن کو یہ اس کے سوا پکارتے ہیں تو وہ ان کی کوئی بھی دادرسی نہیں کر سکتے۔ ان کو پکارنا ایسا ہی ہے کہ کوئی اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بڑھائے کہ وہ اس کے منہ تک پہنچ جائے درآنحالیکہ وہ کسی طرح اس کے منہ تک پہنچنے والا نہ ہو۔ان کافروں کی فریاد محض صدا بصحرا ہوگی۔

اسی طرح یوسفؑ کا جیل کا وعظ (۴۴) پیغمبرانہ محکم استدلال اور شکوہ بیان کا نمونہ ہے۔انبیاء کی دعوت اتنے محکم دلائل پر مبنی ہوتی ہے کہ منکرین و معاندین لاجواب ہوتے ہوئے محض ہٹ دھرمی اور ضد سے اس کا انکار کر دیتے۔ قرآن مجید ان معجزانہ دلائل سے بھرا پڑا ہے۔دعوت کی صداقت کا زور اس کے دلائل کے زور سے ثابت ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ کوئی نبی بھی دلائل کی قوت سے محروم نہ تھا اور جہاں ضرورت پڑتی وہاں آخری اور حتمی دلیل معجزہ بھی مہیا کر دی گئی تاکہ منکرین پر اتمام حجت ہو جائے۔غیر نبی داعی۔کے لئے معجزے کے لئے علاوہ سارے دلائل کا موجود ہونا از بس ضروری ہے۔عقلی اور مشاہداتی دلائل کے ساتھ عمدہ نصیحت بھی لازمی ہے جو داعی کی خیر خواہی اور بے غرضی کو ثابت کرے گی۔

## قیادت کو خطاب

انبیاء علیہم السلام کی دعوت اگر چہ عمومی نوعیت کی حامل ہوتی ہے لیکن پیغمبرانہ منہاج کی خصوصیت یہ ہے کہ اولین مخاطب اس قوم کی قیادت ہوتی ہے یہ الگ بات ہے کہ ان کی قسمت میں اس دعوت پر لبیک کہنا نہیں لکھا ہوتا اور وہ اولین مخالفین میں ہوتے ہیں۔انسانی معاشروں کی ساخت ایسی ہوتی ہے کہ اس میں کچھ انسانوں کو قیادت کا مقام حاصل ہوتا ہے وہ اپنی قوت، اثر و رسوخ اور دولت و ثروت کے باعث عام انسانوں کے لئے نمونہ ہوتے ہیں۔ وہ اپنی گفتار و کردار کے لحاظ سے رائے عامہ پر اثر انداز ہوتے ہیں ان کے اثر و رسوخ میں اچھے عوامل کا ہونا ضروری نہیں ان کے ظلم و عدوان اور جبر و تشدد کی وجہ سے بھی عام انسان مجبوراً ان کی متابعت کرتا ہے اور ان کے طے کردہ ضابطوں کی پیروی کرتا ہے۔یہ لوگ کسی نہ کسی طرح رائے عامہ پر اثر انداز ہوتے ہیں اور عام معاشرے پر مسلط ہوتے ہیں۔معاشرے کی بہت سی برائیاں اور خرابیاں انہی کی وجہ سے ہوتی ہیں اور ان کی اصلاح سے معاشرے پر اچھے اثرات مرتب ہونے کے زیادہ امکانات ہوتے ہیں اس لئے انبیاء علیہم السلام سب سے پہلے انہی کو مخاطب کرتے ہیں۔معاشرے کے بااختیار لوگوں کا دعوت قبول کر لینا عام آدمی کے لئے آسانیاں پیدا کر دیتا ہے اور ان کی مخالفت کی وجہ سے عام آدمی کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے وہ دعوت کے پیغام کو درست سمجھتے ہوئے بھی اکثر اوقات خطرات کے باعث قبول حق میں پس و پیش کرتا ہے۔یہ ایک قدرتی ترتیب ہے جسے عقل عام قبول کرتی ہے اور انبیاء علیہم السلام نے اسے خصوصی حکمت عملی کے طور پر اپنایا ہے ورنہ دعوت الی اللہ کا مزاج عمومی ہے اور اس کا پیغام ہر فرد بشر کے لئے ہوتا ہے۔تاریخ انبیاء سے واضح ہوتا ہے کہ گو اولین مخاطب سرداران قوم یا صاحب اختیار فرد ہوتا ہے لیکن قبولیت دعوت کا اولین شرف معاشرے کے پسماندہ طبقوں کو حاصل ہوتا ہے۔نوحؑ سے محمد رسول اللہ تک اولین مومنین کا تعلق محروم طبقات سے تھا اور انہیں استہزاء اور ایذاء کا سامنا تھا۔بلال حبشی، آل یاسر اور اسی طرح کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دوسرے لوگوں کے ساتھ جو سلوک ہوا وہ تاریخی حقیقت ہے۔ نوحؑ کو اپنے متبعین کے حوالے سے جس طرح طعنوں کا سامنا تھا اسے قرآن نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهِ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍۭ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ (۴۵)

اس کی قوم کے سربراہوں نے جنہوں نے کفر کیا، جواب دیا کہ ہم تو تم کو بس اپنے ہی جیسا ایک آدمی دیکھتے ہیں اور ہم تمہاری پیروی کرنے والوں میں انہی کو پاتے ہیں جو ہمارے اندر کے ذلیل لوگ ہیں بے سمجھے بوجھے تمہارے پیچھے لگ گئے ہیں اور ہم تم لوگوں کے لئے اپنے مقابل میں کوئی خاص امتیاز بھی نہیں دیکھ رہے ہیں بلکہ ہم تم کو بالکل جھوٹا خیال کر رہے ہیں۔

حضرت موسیٰؑ کو براہ راست فرعون کی طرف مبعوث کیا گیا لیکن اس کے ساتھ ساتھ زعماء اور اعیان سلطنت بھی شامل تھے۔ حضرت ابراہیمؑ نے بھی وقت کے اقتدار کے سامنے اپنی دعوت پیش کی۔ حضور اکرمؐ نے بھی اپنے قبیلے کے اشراف کو بلا کر ان کے سامنے اپنی دعوت پیش کی۔ قرآن اسے وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ (۴۶) یعنی اپنے سب سے نزدیک اہل خاندان کو آگاہ و ہشیار کرو کے الفاظ میں بیان کرتا ہے۔ آپ نے تمام عربوں کو بھی مخاطب کیا اور آخر کار گردو پیش کے حکمرانوں کو بھی خطوط لکھے لیکن آپ کی دعوت کے اولین مخاطبین اشراف قریش تھے۔

تاریخ انبیاء سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ دعوت کی مخالفت میں یہی صاحبان اثر و رسوخ پیش پیش ہوتے ہیں۔ چونکہ ان کی نظر سطحی احوال پر ہوتی ہے اس لئے وہ سمجھتے ہیں کہ اس دعوت کو قبول کرنے کے نتیجے میں ان کی سیادت اور ان کا اثر و رسوخ ختم ہو جائے گا حالانکہ نئی دعوت کی کامیابی کی صورت میں قیادت انہی کے پاس ہوتی ہے جو سب سے پہلے اسے قبول کرتے ہیں۔ غالباً سب سے بڑی وجہ ان کی شر پسندی اور بغاوت ہوتی ہے جو انہیں اللہ کی اطاعت اور اس کے رسول کی متابعت سے روکتی ہے چونکہ وہ دعوت کو رد کر بیٹھتے ہیں اس لئے اس کے خلاف دلائل بھی مہیا کرتے ہیں اور عملاً صف آرا بھی ہوتے ہیں قرآن مجید نے اس لئے مخصوص گروہ کو الملاء سے تعبیر کیا ہے اور نوحؑ سے لے کر موسیٰ تک ان کے دلائل اور ان کے تبصروں کو نقل کیا ہے۔ انہوں نے نہ صرف انبیاء کی تحقیر اور ان کا استہزا کیا بلکہ عملاً بھی انہیں نقصان پہنچانے کی منصوبہ بندی بھی کی۔ یہ تو مشیت ایزدی کی مداخلت ہے جس سے وہ اپنے متبعین سمیت تباہ ہوتے ہیں اور انبیاء اور ان کے پیرو کامیاب و کامران ہوتے ہیں۔

پیغمبرانہ منہاج دعوت میں صاحبان اثر و رسوخ کو دعوت کا اولین ہدف قرار دینا بالکل واضح ہے لہذا ایک داعی کے لئے ضروری ہے کہ وہ معاشرے کی قیادتوں کو نظر انداز نہ کرے۔ ان پر محنت کرے، انہیں بار بار خطاب کرے اور ان سے اس وقت تک تعلق نہ توڑے جب تک وہ خود دشمنی پر آمادہ نہ ہو جائیں۔ نوحؑ کا طرز عمل مثال ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ثُمَّ اِنِّیْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًاo ثُمَّ اِنِّیْ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا (۴۷)

پھر میں نے ان کو ہانکے پکارے دعوت دی پھر میں نے علانیہ بھی ان کو تبلیغ کی اور چپکے چپکے بھی سمجھایا

اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ دعوت الی اللہ ایک Elitist Process ہے اور عام انسانوں سے اسے کوئی تعلق نہیں۔ دعوت الیٰ اللہ کا مزاج عمومی ہے اور عام انسان تک اس پیغام کا پہنچنا ایک بدیہی امر ہے۔ مخصوص گروہ کو شامل کرنے کی خاطر عامۃ الناس کو نظر انداز کرنا کسی طرح بھی دعوت کے مزاج کے مطابق نہیں ہے یہ تو صرف آغاز کی بات ہے۔ داعی کو حالات پر نظر رکھنی چاہیے اور جہاں جہاں بھی دعوت کی قبولیت کے سامان ہوں وہاں اجتماعیت کی تشکیل پا جانی چاہیے اور بالآخر داعی کو طے کرنا ہوتا ہے کہ وہ کب تک صاحبان اثر و رسوخ کی طرف متوجہ رہے گا۔ ان کے رویے، ان کی زبان اور ان کے طرز ہائے عمل واضح کر دیں گے کہ ان تلوں میں تیل نہیں ہے۔ تاریخ انبیاء سے ہی ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ بدقسمت گروہ بالآخر محروم ہی رہتا ہے اور عامۃ الناس ہی کا ایک طبقہ لبیک کہتے ہوئے دنیا و آخرت کی بھلائی سمیٹ لیتا ہے۔ چونکہ داعی ہمدرد و خیر خواہ ہوتا ہے اس لئے وہ آخری لمحے تک کوشاں رہتا ہے کہ یہ لوگ آگ اور عذاب سے بچ جائیں۔

## عملی تصادم سے گریز

پیغمبرانہ منہاج دعوت میں ایک اور اہم پہلو یہ ہے کہ داعی عملی تصادم سے گریز کرتا ہے۔ وہ مصائب پر صبر کرتا ہے، مشکلات کا مقابلہ کرتا ہے اور اذیتوں کو برداشت کرتا ہے لیکن عملی تصادم سے گریز کرتا ہے۔ اگر حالات برداشت سے باہر ہو جائیں تو پھر ہجرت کی راہ ہے نوحؑ سے لے کر مسیحؑ تک یا صبر اور ہجرت ہے اور یا مخاطبین کی تباہی و بربادی اور داعی کی کامیابی۔ ابراہیمؑ کی ہجرت اور حضور اکرمؐ کی ہجرت بطور مثال پیش کی جا سکتی ہے دیگر انبیاء کی قومیں اس دنیا میں عذاب و تباہی کا شکار ہوئی ہیں۔

قوم نوحؑ، قوم عاد، قوم صالحؑ، قوم موسیٰ اور آل فرعون موسیٰ سب اپنے انجام کو پہنچیں۔ مسیحؑ کی مثال منفرد ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے بچا لیا اور حضور اکرمؐ کی مثال بھی منفرد ہے کہ انہیں عملی تصادم کی اجازت ملی اور ہجرت کے ساتھ جہاد کا اصول بھی قائم ہوا۔ ہجرت و جہاد کا، دعوت الی اللہ کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ لیکن انہیں ہم حضور اکرمؐ کی دعوت کے بیان تک موخر کرتے ہیں۔

ان مختصر گذارشات کے ساتھ ہم انبیاء علیہم السلام کے بارے میں تفصیلی بیان پیش کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ کتاب، دعوت کے طلبہ اور اساتذہ کے لئے بالخصوص اور دینی کتب کے عام قاری کے لئے بالعموم مفید ثابت ہوگی۔ اسے ہم نے مسیحؑ تک رکھا ہے کیونکہ حضور اکرمؐ کی ذات گرامی کے لئے مستقل کتاب کی ضرورت ہے۔ موسیٰ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے حالات کو بھی غرق فرعون تک رکھا ہے۔ قلزم عبور کرنے کے بعد موسیٰ کو اپنی قوم سے سابقہ تھا۔ یہ لوگ بگڑے ہوئے مسلمان تھے ان میں کام کی نوعیت بالکل مختلف ہے جسے ایک اور انداز سے پیش کرنے اور تجزیہ کرنے کی ضرورت ہے۔ بشرط زندگی اگلے ایڈیشن میں یہ حصہ بھی شامل ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اسے قبولیت بخشے اور باعث نفع بنائے۔ آمین

خالد علوی

برمنگھم ۲۰ جون، ۱۹۹۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# حواشی

۱۔ الانعام/۹۰
۲۔ النحل/۱۲۳
۳۔ الممتحنۃ/۴
۴۔ الاحزاب/۲۱
۵۔ النساء/۶۴
۶۔ النساء/۶۵
۷۔ ص/۴۸
۸۔ طٰہٰ/۴۱
۹۔ الانعام/۱۲۴
۱۰۔ النجم/۳۔۴
۱۱۔ المومن/۴۱۔۴۳
۱۲۔ الاعراف/۵۹،۶۵،۷۳،۸۵،ھود/۶۱،۸۴،
المومنون/۲۳،۳۲،
۱۳۔ النحل/۳۶
۱۴۔ الانبیاء/۲۵
۱۵۔ الرعد/۳۶
۱۶۔ یوسف/۱۰۸
۱۷۔ الشعراء/۱۰۸،۱۱۰،۱۲۶،۱۳۱،۱۴۴،۱۵۰،۱۶۳،۱۷۹،
الزخرف/۶۳
۱۸۔ نوح/۳۔۴
۱۹۔ المومنون/۳۳۔۳۷
۲۰۔ طٰہٰ/۱۵۔۱۶
۲۱۔ الانعام/۶۰
۲۲۔ یونس/۲۳
۲۳۔ العنکبوت/۶۴
۲۴۔ الشعراء/۱۰۹،۱۲۷،۱۴۵،۱۶۴،۱۸۰
۲۵۔ الانعام/۹۰
۲۶۔ ھود/۲۹
۲۷۔ ھود/۵۱
۲۸۔ ص/۸۶
۲۹۔ قصص القرآن،۱/۳۴۸
۳۰۔ ص/۲۰
۳۱۔ طٰہٰ/۲۵۔۲۸
۳۲۔ القصص/۳۴
۳۳۔ احیاء،۲/۲۶۴،الشفاء،۱۰/۴۷
۳۴۔ بخاری،کتاب التعبیر ،باب المفاتیح فی الید،۸/۷۶،مسلم
کتاب المساجد،۲/۶۲
۳۵۔ ابراہیم/۴
۳۶۔ یٰس/۶۹
۳۷۔ الشعراء/۲۲۴۔۲۲۶
۳۸۔ الانفال/۴۲
۳۹۔ الانعام/۱۴۸۔۱۴۹
۴۰۔ یوسف/۱۰۵
۴۱۔ الذاریات/۲۰۔۲۱
۴۲۔ نوح/۱۰۔۲۰
۴۳۔ الرعد/۱۴
۴۴۔ یوسف/۳۷۔۴۰
۴۵۔ ھود/۲۷
۴۶۔ الشعراء/۲۱۴
۴۷۔ نوح/۸۔۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ